



علامہ اقبال اور فیض احمد کی شاعری کا موازنہ

ایاز علی جراح

لیکچرار، شہید بینظیر بھٹو، یونیورسٹی، نواب شاہ

پرویز احمد

اسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، کنڈیارو

عبدالجبار پٹھان

لیکچرار، گورنمنٹ ڈگری کالج، کنڈیارو

Corresponding Author:

ayazali@sbbusba.edu.pk

Abstract

Comparison of the poetry of Allama Iqbal and Faiz Ahmed Faiz
Allama Iqbal and Faiz Ahmed Faiz were influential Urdu poets from Sialkot with distinct themes in their poetry. Iqbal focused on philosophy, selfhood, and Islamic revival, aiming to awaken and empower the Muslim community. In contrast, Faiz emphasized social justice, love, and resistance against oppression, using poetry as a tool for political and social awareness. Both poets reflected the challenges of their times but approached them from different ideological perspectives.

علامہ محمد اقبال 9 نومبر 1877 کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک عظیم فلسفی، شاعر، مفکر اور سیاستدان تھے، جنہیں نہ صرف اردو ادب بلکہ اسلامی فکر میں بھی ایک بلند مقام حاصل ہے۔ اقبال کی شاعری کا بنیادی پیغام خودی، خود مختاری، قومی یکجہتی اور مسلمانوں کی بیداری تھا۔ ان کی شاعری میں روحانیت اور فلسفہ کی گہری جھلکیاں ملتی ہیں، اور ان کا کلام فرد کو اپنی داخلی قوت کو پہچاننے اور اپنی تقدیر بدلنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اقبال کا خیال تھا کہ انسان کو اپنی خودی کو بیدار کر کے نہ صرف اپنی زندگی بدلنی چاہیے، بلکہ ایک مضبوط اور خود مختار قوم کی تشکیل کی طرف بھی قدم بڑھانا چاہیے۔ ان کی مشہور کتابیں "بانگ درا"، "بال جبریل" اور "ضرب کلیم" ان کے فلسفہ اور نظریات کا آئینہ دار ہیں۔

فیض احمد فیض 13 فروری 1911 کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ وہ اردو کے ایک عظیم شاعر، صحافی اور کمیونسٹ رہنما تھے، جن کی شاعری میں سماجی انصاف، انقلاب، محبت اور انسانیت کا پیغام موجود تھا۔ فیض کی شاعری نے عوامی مسائل اور طبقاتی تفاوتوں کو اجاگر کیا اور ظلم کے خلاف آواز بلند کی۔ ان کی شاعری میں ایک طرف رومانی اشعار ہیں، تو دوسری طرف معاشرتی و سیاسی حقیقتوں کی گہرائی بھی دکھائی دیتی ہے۔ فیض نے اپنی شاعری کو عوامی جدوجہد، انسانی حقوق اور سماجی برابری کے لیے استعمال کیا۔ ان کی مشہور کتابیں "نقش فریادی"، "دستا بدست" اور "زندگی" میں ان کے کلام کے ذریعے لوگوں میں بیداری، محبت اور انقلاب کے لیے جذبات پیدا کیے گئے۔ فیض کا ماننا تھا کہ انسانوں کو ایک بہتر دنیا کے لیے اپنی آواز بلند کرنی چاہیے اور ظلم و جبر کے خلاف مزاحمت کرنی چاہیے۔



علامہ اقبال کی شاعری میں بنیادی طور پر فلسفہ، خودی اور اسلامی فکر کی گہری تشریحات ہیں، جبکہ فیض احمد فیض کی شاعری زیادہ تر سماجی انصاف، طبقاتی تفریق اور آزادی کے موضوعات پر مرکوز رہی۔ دونوں شاعروں کی شاعری نے اپنے عہد کے مسائل کو اجاگر کیا اور ان کے کلام میں ایک نئی فکری اور سماجی بیداری کی گونج سنائی دیتی ہے۔ علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض دونوں اردو ادب کے ستون ہیں اور دونوں کی شاعری نے اپنے اپنے عہد کے مسائل اور چیلنجز کی عکاسی کی ہے، لیکن ان کے موضوعات میں اہم فرق پایا جاتا ہے۔ اقبال کی شاعری میں فلسفیانہ اور روحانی موضوعات کا غلبہ ہے، جب کہ فیض کی شاعری زیادہ تر سماجی، سیاسی اور انسانی حقوق کے مسائل سے متعلق ہے۔ دونوں شاعروں نے اپنی شاعری کو اس انداز میں پیش کیا کہ وہ نہ صرف اپنے عہد کے مسائل کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ ایک بہتر معاشرتی ترتیب کی خواہش بھی ظاہر کرتے ہیں، تاہم ان کے طریقے اور نقطہ نظر مختلف ہیں۔

علامہ اقبال کی شاعری کا بنیادی موضوع "خودی" یعنی فرد کی داخلی طاقت اور خود شناسی ہے۔ اقبال کی شاعری میں فرد کو اپنی صلاحیتوں اور طاقتوں کا شعور دلانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ وہ اپنے مقصد کو حاصل کر سکے۔ ان کا یہ پیغام تھا کہ انسان اگر اپنی ذات کی حقیقت کو پہچانے اور اپنی "خودی" کو بیدار کرے، تو وہ دنیا میں کوئی بھی مقصد حاصل کر سکتا ہے۔

اقبال کہتے ہیں:

"دل سوز سے خالی ہے، نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا ہے کہ تو یہ پاک نہیں ہے
ہے ذوق تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل تو نر اصاحب ادراک نہیں ہے" (۱)

اقبال کا یہ ماننا تھا کہ مسلمانوں کو اپنے تشخص اور اپنی طاقت کو پہچاننا ہو گا تاکہ وہ عالمی سطح پر ایک اہم اور باوقار قوم بن سکیں۔ ان کے اشعار میں اس بات کی بار بار تاکید کی گئی ہے کہ فرد کو نہ صرف اپنی ذات کی تعمیر کرنی چاہیے بلکہ ایک ایسی قوم کی تشکیل کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے جو دنیا بھر میں فلاح و بہبود کے اصولوں پر عمل کرے۔ اقبال کی شاعری میں روحانیت، اسلامی فکریات، اور تصوف کی جھلکیاں واضح طور پر دکھائی دیتی ہیں، اور ان کا پیغام مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی ترقی سے جڑا ہوا ہے۔ دوسری طرف، فیض احمد فیض کی شاعری میں زیادہ تر سماجی اور سیاسی موضوعات پر زور دیا گیا ہے۔ فیض کی شاعری میں عوامی مسائل، طبقاتی فرق، جبر اور استبداد کے خلاف مزاحمت کی آواز سنائی دیتی ہے۔ وہ اپنی شاعری کے ذریعے مظلوم اور پسے ہوئے طبقے کی آواز بنے اور ان کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی۔ فیض کی شاعری میں ایک طرف رومانی، محبت اور انسانی دوستی کے موضوعات ہیں، تو دوسری طرف انہوں نے ظلم کے خلاف کھڑے ہونے اور ایک بہتر سماج کی تشکیل کے لیے بھی پیغام دیا۔ فیض کے اشعار میں انقلاب کی لہر اور طبقاتی تفاوت کے خاتمے کی ضرورت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان کی شاعری میں "آزادی" اور "مساوات" کے جذبات غالب ہیں اور ان کا مقصد عوام کو اپنی حالت بدلنے کی ترغیب دینا تھا۔ فیض نے نہ صرف اپنے وطن بلکہ عالمی سطح پر بھی انسانیت کی فلاح اور آزادی کے لیے جدوجہد کی۔

بقول فیض:

"پھر حشر کے سماں ہوئے ایوان ہوس میں
بیٹھے ہیں ذوی العدل، گنہگار کھڑے ہیں
ہاں جرم وفاد کیجھے کس کس پہ ہے ثابت
وہ سارے خطا کار سردار کھڑے ہیں" (۲)



اقبال اور فیض کی شاعری کے موضوعات کے حوالے سے دونوں کے خیالات میں نمایاں فرق ملتا ہے۔ جہاں اقبال کی شاعری فرد کی روحانیت اور خودی کی تشکیل پر زور دیتی ہے، وہیں فیض کی شاعری سماجی انصاف اور طبقاتی فرق کے خاتمے کی کوشش کرتی ہے۔ اقبال نے اپنی شاعری میں مسلمانوں کو ایک بلند حوصلہ اور فکری انقلاب کی طرف راغب کیا، جبکہ فیض نے اپنی شاعری کے ذریعے ظلم و جبر کے خلاف عوامی بغاوت کی ترغیب دی۔ اقبال کا کلام ایک فلسفیانہ نقطہ نظر رکھتا ہے جس میں انسان کو اپنی تقدیر خود بدلنے کی آزادی حاصل ہے، جب کہ فیض کی شاعری کا مقصد سماجی انصاف، مساوات اور انسانی حقوق کے لیے لڑنا ہے۔

اقبال کی شاعری میں مذہب کا اہم کردار ہے اور وہ مسلمانوں کو اپنی مذہبی شناخت اور روحانیت کو اپنانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر مسلمان اپنی اسلامی تاریخ اور ثقافت کی گہرائیوں میں جائیں تو وہ اپنی تقدیر بدلنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ان کی شاعری میں اسلامی فلسفہ اور مغربی افکار کا امتزاج دکھائی دیتا ہے، جس میں وہ مسلمانوں کو ایک نئی فکر اور نیا وژن دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اقبال کی شاعری میں اسلامی احیاء کی اہمیت ہے اور ان کا پیغام تھا کہ مسلمانوں کو اپنی ماضی کی عظمت کو واپس لانا چاہیے اور دنیا میں ایک باعزت مقام حاصل کرنا چاہیے۔

بقول علامہ اقبال:

"منادیا مرے ساتی نے عالم من و تو!"

پلا کے مجھ کو منے لالہ الاھو

میر اسبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں

کہ خافقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو" (۳)

اس کے برعکس، فیض احمد فیض کی شاعری میں مذہبی موضوعات کا زیادہ استعمال نہیں ہوا، بلکہ وہ زیادہ تر سماجی اور سیاسی مسائل پر زور دیتے ہیں۔ فیض نے اپنی شاعری کے ذریعے معاشرتی نا برابری، استحصال، اور مظلوم طبقات کی حالت پر زور روشنی ڈالی۔ ان کی شاعری میں ایک طرف انقلاب کی ضرورت ہے، تو دوسری طرف انسانوں کی آزادی اور مساوات کی بات کی گئی ہے۔ فیض کے اشعار میں ایک ایسا جذبہ تھا جو عوامی بغاوت اور سماجی تبدیلی کی طرف اشارہ کرتا تھا، اور ان کا کلام ان لوگوں کے لیے ایک آواز بن گیا تھا جو ظلم اور استبداد کے شکار تھے۔ اس طرح، اگرچہ دونوں شاعری میں انسان کی فلاح و بہبود کی بات کرتے ہیں، مگر اقبال کا پیغام زیادہ تر فرد کی روحانیت اور خودی کی بیداری سے متعلق ہے، جب کہ فیض کا پیغام سماجی انصاف، طبقاتی فرق کے خاتمے اور ظلم کے خلاف مزاحمت سے جڑا ہوا ہے۔ اقبال کی شاعری ایک فکری اور روحانی بیداری کی دعویٰ کرتی ہے، جب کہ فیض کی شاعری ایک عملی سماجی اور سیاسی تبدیلی کی سمت میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ یعنی، دونوں شاعروں کی شاعری میں موضوعات کا فرق ان کے بنیادی نظریات اور فلسفوں کی عکاسی کرتا ہے۔ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے فرد کی تعمیر اور ایک نئی قوم کی تشکیل کی بات کی، جب کہ فیض نے اپنی شاعری کے ذریعے سماج میں موجود ظلم، استبداد، اور طبقاتی تفریق کے خلاف مزاحمت کی آواز بلند کی۔ ان دونوں کا مقصد ایک بہتر اور منصفانہ دنیا کا قیام تھا، مگر ان کے راستے مختلف تھے۔

علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض کی شاعری میں فلسفہ و فکر کے حوالے سے بھی واضح فرق پایا جاتا ہے، جو ان کے فکری نظریات اور دنیا کو دیکھنے کے مختلف زاویوں کی عکاسی کرتا ہے۔ ان دونوں شاعروں کے فلسفہ اور فکری نقطہ نظر میں بنیادی فرق ہے، جہاں اقبال کی شاعری کا مرکز فرد کی روحانیت، خودی اور قومی اتحاد ہے، وہیں فیض احمد فیض کا فلسفہ سماجی انصاف، طبقاتی تفاوت کے خاتمے اور انسانی حقوق کی پزیرائی پر مبنی ہے۔ علامہ اقبال کا فلسفہ بنیادی طور پر خودی (selfhood) اور خود اعتمادی (self-realization) پر مرکوز ہے۔ اقبال کے نزدیک انسان کی اصل قوت اس کی خودی ہے، اور اس کی سب سے بڑی کامیابی اس کے اندر کی طاقت کو بیدار کرنے میں ہے۔ ان کا یہ نظریہ تھا کہ فرد اپنی خودی کو بیدار کرے تاکہ وہ اپنی تقدیر بدل سکے۔ اقبال کا فلسفہ زیادہ تر روحانیت اور فکری بیداری پر زور دیتا ہے، اور ان کے مطابق فرد کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر کی روحانی قوت کو پہچانے اور اس کا استعمال کرے۔ اقبال کا ایمان



تھا کہ مسلمانوں کو اپنی تاریخ، ثقافت اور مذہب کو سمجھ کر اس کے مطابق اپنی تقدیر کا تعین کرنا چاہیے۔ ان کے اشعار میں روحانیت اور خودی کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے، اور وہ فرد کو اپنی صلاحیتوں کا مکمل ادراک کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تاکہ وہ نہ صرف خود کو بہتر بنائے بلکہ اپنے معاشرے کو بھی مثبت طور پر متاثر کرے۔ اقبال کہتے ہیں:

"عشق کو تنقید سے فرصت نہیں

عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

اے مسلمان ہر گھڑی پیش نظر

آیہ لا یخلف المعیاد رکھ" (۴)

علامہ اقبال کا فلسفہ اسلامی فکر سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ اسلام ایک مکمل اور جامع فلسفہ پیش کرتا ہے جو فرد کی فلاح اور اجتماعی ترقی کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اقبال کا ماننا تھا کہ مسلمان اگر اپنی روحانیت اور اسلامی اقدار کو اپنائیں تو وہ نہ صرف اپنی ذاتی زندگی میں کامیاب ہو سکتے ہیں بلکہ ایک مضبوط اور باعزت قوم کی تشکیل بھی کر سکتے ہیں۔ اقبال کی شاعری میں مغربی اور اسلامی فلسفوں کا امتزاج ملتا ہے، اور وہ دونوں کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ایک جدید مسلم معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔

دوسری طرف، فیض احمد فیض کا فلسفہ سماجی انصاف اور طبقاتی فرق کے خاتمے پر مرکوز ہے۔ ان کی شاعری کا بنیادی پیغام انقلاب اور عوامی بیداری ہے۔ فیض کی شاعری میں انسانی حقوق، آزادی، برابری اور محبت کی پکار ہے۔ ان کے مطابق، معاشرے میں موجود ظلم و جبر کے خاتمے کے لیے عوام کو متحد ہو کر مزاحمت کرنی چاہیے۔ فیض کا فلسفہ زیادہ تر کمیونزم اور سوشلسٹ خیالات پر مبنی تھا، جس میں وہ عوامی حقوق، طبقاتی تفریق اور سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں۔ فیض احمد فیض نے اپنی شاعری کے ذریعے دنیاوی مسائل کی طرف توجہ دلائی اور ان مسائل کو حل کرنے کے لیے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کا ایمان تھا کہ انسان اگر متحد ہو کر اپنے حقوق کے لیے لڑے، تو وہ دنیا میں ایک بہتر معاشرہ قائم کر سکتا ہے۔ فیض کی شاعری میں محبت کا بھی اہم مقام ہے، مگر ان کی محبت صرف رومانی نوعیت کی نہیں، بلکہ وہ ایک ایسی محبت کی بات کرتے ہیں جو انسانیت کے لیے ہو، جو ظلم اور نا انصافی کے خلاف ہو، اور جو انسانوں کے درمیان مساوات قائم کرے۔ فیض کی شاعری میں ایک واضح سماجی انقلاب کی ضرورت دکھائی دیتی ہے، جو انسانوں کے لیے انصاف، آزادی اور برابری کا نظام قائم کرے۔

بقول فیض:

"چند روز میری جان فقط چند ہی روز

ظلم کی چھاؤں میں دم لینے پر مجبور ہیں ہم

جسم گو قید ہے جذبات پہ زنجیریں ہیں

فکر مجبوس ہے گفتار یہ تعزیریں ہیں" (۵)

اقبال کا فلسفہ زیادہ تر فرد کی روحانی بیداری، خودی اور مذہبی شناخت پر مبنی تھا۔ وہ انسان کو اس کی داخلی طاقت کی شناخت دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی تقدیر بدل سکے۔ ان کا فلسفہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ فرد کو اپنے اندر کی قوت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ ایک بہتر زندگی گزار سکے اور ایک مضبوط قوم کی تشکیل کر سکے۔ اس کے مقابلے میں، فیض کا فلسفہ زیادہ سماجی انصاف اور مساوات پر مرکوز تھا۔ فیض نے اپنی شاعری کے ذریعے طبقاتی فرق، ظلم و جبر اور استبداد کے خلاف آواز اٹھائی۔ ان کا فلسفہ فرد کی روحانی ترقی سے زیادہ اجتماعی ترقی اور سماجی بیداری پر مرکوز تھا۔ فیض کا ماننا تھا کہ ایک بہتر دنیا کے قیام کے لیے افراد کو مل کر ایک سماجی انقلاب لانا ہو گا تاکہ تمام انسانوں کو مساوات اور آزادی حاصل ہو سکے۔



بقول فیض:

تجھ کو منظور نہیں غلبہ ظلمت
لیکن تجھ کو منظور ہے یہ ہاتھ مسلم ہو جائیں
اور مشرق کی کہیں گہ میں دھڑکتا ہوا دن
رات کے آہنی میت کے تلے دب جائے" (۶)

ایک اور اہم فرق یہ ہے کہ اقبال کی شاعری میں اسلامی فکر کا گہرا اثر ہے، جہاں وہ مسلمانوں کی روحانیت اور خودی کو اجاگر کرتے ہیں۔ اقبال کا فلسفہ ایک نیا فکری انقلاب تھا جس میں مسلمانوں کو اپنے مذہب اور تاریخ کے تناظر میں آگے بڑھنے کی ترغیب دی گئی۔ فیض کی شاعری میں مذہب کا کم تذکرہ ہے اور ان کی سوچ زیادہ تر سماجی انصاف اور انسانی حقوق کے حوالے سے ہے۔ اس طرح، اقبال اور فیض دونوں نے اپنی شاعری کے ذریعے دنیا کو ایک نئی فکر دینے کی کوشش کی، مگر ان کا فلسفہ اور نقطہ نظر مختلف تھا۔ اقبال کا فلسفہ فرد کی داخلی قوت اور اسلامی احیاء پر تھا، جب کہ فیض کا فلسفہ سماجی انقلاب اور عوامی جدوجہد پر مرکوز تھا۔ دونوں کا مقصد ایک بہتر معاشرتی ترتیب قائم کرنا تھا، مگر ان کے راستے اور نقطہ نظر میں فرق تھا۔

علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض دونوں نے اپنی شاعری کے ذریعے سماجی اور سیاسی اثرات مرتب کیے، لیکن دونوں کے اثرات مختلف نوعیت کے تھے اور مختلف سطحوں پر محسوس کیے گئے۔ اقبال نے اپنے کلام کے ذریعے مسلمانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی اور ایک فکری انقلاب کی ضرورت پر زور دیا، جبکہ فیض احمد فیض کی شاعری نے عوامی سطح پر سماجی انصاف، حقوق، اور آزادی کے لیے جدوجہد کی ترغیب دی۔ علامہ اقبال کی شاعری نے اپنے دور کے مسلمان معاشرے کو ایک نئی سوچ اور تحریک دی۔ اقبال کا بنیادی مقصد مسلمانوں کی فکری و روحانی بیداری تھا تاکہ وہ اپنے تشخص کو دوبارہ پہچانیں اور اپنے مقام کو عالمی سطح پر مستحکم کریں۔ ان کی شاعری نے مسلمانوں میں ایک نیا قومی جذبہ پیدا کیا اور انہیں اپنی تقدیر بدلنے کی ترغیب دی۔ اقبال نے مسلمانوں کو یہ احساس دلایا کہ وہ صرف ایک مذہبی جماعت نہیں، بلکہ ایک ثقافتی اور تہذیبی طاقت ہیں، جو دنیا میں ایک نئی روشنی پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کے اشعار نے ایک مسلمان کے اندر خودی اور عزت نفس کی قدروں کو اجاگر کیا، اور انہیں ایک مضبوط قومی بنیاد پر ترقی کی راہوں پر چلنے کا پیغام دیا۔ اقبال کی شاعری نے برصغیر میں مسلمانوں کے سیاسی اور سماجی اتحاد کو فروغ دیا، جس کا نتیجہ بعد ازاں پاکستان کی تخلیق میں نکل آیا۔

اقبال کہتے ہیں:

"یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی ازاں سے پیدا" (۷)

فیض احمد فیض کی شاعری نے سیاسی اور سماجی سطح پر زیادہ واضح اور عملی اثرات مرتب کیے۔ فیض نے اپنی شاعری کو ایک طاقتور ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور ظلم و جبر کے خلاف عوامی مزاحمت کو فروغ دیا۔ ان کی شاعری کا مقصد طبقاتی تفاوت، استحصال اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا تھا۔ فیض کی شاعری نے نہ صرف پاکستان میں بلکہ عالمی سطح پر سیاسی اور سماجی تحریکوں میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کا کلام عوامی جدوجہد، محنت کشوں کے حقوق، اور کمیونزم جیسے نظریات کی حمایت کرتا تھا۔ فیض کی شاعری نے ایک ایسا ماحول پیدا کیا جہاں عوامی بیداری اور آزادی کے لیے جدوجہد کرنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ ان کے اشعار میں نہ صرف سیاسی مزاحمت کی گونج تھی، بلکہ انسانیت کی فلاح اور عالمی امن کے قیام کے لیے بھی ایک پیغام تھا۔ فیض نے اپنی شاعری کو اس طرح ڈھالا کہ اس میں نرگسوں کی سرسبز محبت کے ساتھ ساتھ عالمی سطح پر انسانوں کے حقوق کی آواز بھی گونجتی تھی۔



احمد ندیم قاسمی رقم طراز ہیں:

"حبیب جالب ترقی پسند ادب کی تحریک کی پیداوار تھا مگر گزشتہ ۳۵ برس کے ادبی منظر میں اس کی شخصیت شاید واحد شخصیت ہے جس نے بجائے خود ایک تحریک کا منصب ادا کیا۔ ترقی پسند ادب کی تحریک تو اب تک رواں دواں ہے مگر اس کی تنظیم آج سے نصف صدی پہلے انتشار کا شکار ہو گئی تھی اور تنظیم کی غیر موجودگی میں کسی اور واحد شاعر کا تحریک ساز بن کر نمایاں ہونا بہت ہی دشوار مرحلہ ہے، حبیب جالب نے یہ مرحلہ پا مردی سے طے کیا اور اسی لئے وہ معاصر اردو شاعری میں حق گوئی اور بے باک گوئی کی ایک علامت بن گیا۔" (۸)

جب ہم دونوں شاعروں کے سماجی اور سیاسی اثرات کا موازنہ کرتے ہیں، تو ہمیں یہ فرق صاف نظر آتا ہے کہ اقبال کا اثر زیادہ تر مسلمانوں کی فکری بیداری اور خود شناسی پر تھا، جب کہ فیض کا اثر سماجی انقلاب، طبقاتی تفاوت کے خاتمے اور عوامی جدوجہد پر مرکوز تھا۔ اقبال نے مسلمانوں کو ایک نئے فکری افق کی طرف متوجہ کیا اور ان میں قومی بیداری کی لہر پیدا کی، جب کہ فیض نے اپنے کلام کے ذریعے عوامی سطح پر جابرانہ حکمرانی کے خلاف مزاحمت اور سماجی انصاف کے لیے جدوجہد کی ترغیب دی۔ اقبال کا اثر زیادہ تر اعلیٰ طبقے اور فلسفیانہ حلقوں تک محدود تھا، جب کہ فیض کی شاعری نے نچلے طبقوں اور محنت کش عوام کو اپنی آواز دی اور ان کے حقوق کے لیے جدوجہد کی راہ دکھائی۔ دونوں شاعروں کی شاعری نے اپنے انداز میں سماجی اور سیاسی اثرات مرتب کیے، مگر اقبال کا اثر ایک نظریاتی، فکری اور روحانی سطح پر تھا، جب کہ فیض کا اثر ایک عملی اور عوامی سطح پر محسوس کیا گیا۔ اقبال کی شاعری نے مسلمانوں کو اپنی عظمت اور خودی کے بارے میں آگاہ کیا، جبکہ فیض کی شاعری نے سماجی و سیاسی انقلاب کی ضرورت اور عوامی حقوق کے تحفظ کی بات کی۔ دونوں نے اپنے وقت کے مسائل پر کلام کیا اور اپنے عہد کی سیاسی، سماجی اور ثقافتی حقیقتوں کا مقابلہ کیا، مگر ان کا نقطہ نظر اور طریقہ کار مختلف تھا۔

علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض کی شاعری کے اسلوب اور زبان میں بھی فرق نمایاں ہے، جو ان کے فکری زاویوں اور سماجی و سیاسی نظریات کی عکاسی کرتا ہے۔ دونوں شاعروں نے اپنے انداز میں اردو ادب میں اہم مقام حاصل کیا، تاہم ان کے اشعار کے اظہار کا طریقہ اور زبان کا استعمال مختلف تھا۔ اقبال کا اسلوب زیادہ تر فلسفیانہ، تصوف اور رمز و اشارات پر مبنی تھا، جب کہ فیض کا اسلوب عوامی اور سماجی مسائل کی طرف زیادہ متوجہ تھا اور ان کی زبان سادہ و پرتاثر تھی۔

اقبال کی شاعری کا اسلوب زیادہ تر فلسفیانہ اور رومانوی ہے، جو تصوف، روحانیت اور مذہبی فکریات کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ ان کی شاعری میں شاعرانہ آہنگ اور بلند خیالات کا سنگم ہے، جسے سمجھنے کے لیے گہری بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اقبال کی زبان میں نہ صرف مغربی فلسفہ اور اسلامی تشخص کا حسین امتزاج ملتا ہے، بلکہ ان کی شاعری میں استعارے، تشبیہات اور رمز کا استعمال بہت زیادہ ہے۔ ان کے اشعار میں کئی سطحوں پر معانی پوشیدہ ہوتے ہیں، جنہیں کھولنے کے لیے قاری کو سوچنے اور گہرائی سے پڑھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اقبال کی شاعری میں محمود و ایاز، خودی اور خود شناسی جیسے تصورات بار بار آتے ہیں، جو ان کے مخصوص فکری انداز کو ظاہر کرتے ہیں۔ اقبال نے اپنی زبان میں فلسفہ، شاعری اور اسلامی فکر کو اس انداز میں پیش کیا کہ وہ نہ صرف اپنے عہد کے مسائل کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ ایک نئی فکری جہت کو بھی پیش کرتے ہیں۔ اس کے برعکس، فیض احمد فیض کا اسلوب سادہ اور عوامی تھا، جس میں سماجی اور سیاسی مسائل کو مرکزی حیثیت دی گئی۔ فیض کی شاعری کی زبان زیادہ تر مفہوم اور سادہ تھی تاکہ عوامی سطح پر ان کے پیغامات پہنچ سکیں۔ ان کی شاعری میں ایک طرف رومانی اور محبت کی گہرائی ہے تو دوسری طرف سماجی انصاف اور انقلاب کی آواز بھی بلند کی گئی ہے۔ فیض کی زبان میں سادگی کے ساتھ ساتھ شدت بھی پائی جاتی ہے، جو ان کے سیاسی اور سماجی پیغامات کی شدت کو ظاہر کرتی ہے۔ فیض کے اشعار میں روزمرہ کی زبان اور عام زندگی کے مسائل کو اس انداز میں پیش کیا گیا کہ وہ



عوام کے دلوں میں گھر کر جائے۔ ان کی شاعری میں اظہار کی سادگی اور عوامی تاثر کا عنصر نمایاں تھا، جو انہیں ایک وسیع پیمانے پر مقبول بنانے میں کامیاب رہا۔ فیض نے اپنے اشعار میں رومانیت اور دلی جذبات کو اس انداز میں بیان کیا کہ وہ سماجی تبدیلی اور انقلاب کی ضرورت کے ساتھ ہم آہنگ ہو گئے۔ بقول فیض احمد فیض:

"کون کہے کس سمت ہے تیری روشنیوں کی راہ
ہر جانب بے نور کھڑی ہے ہجر کی شہر پناہ
تھک کر ہر سو پیٹھ رہی ہے شوق کی ماند سپاہ
آج مرادوں فکر میں ہے
اے روشنیوں کے شہر" (۹)

جہاں اقبال کی شاعری میں پیچیدہ فلسفیانہ اظہار اور مذہبی تشخص زیادہ غالب تھا، وہیں فیض نے اپنی شاعری کو آسان اور دل میں اتر جانے والا بنایا۔ اقبال کی شاعری میں غزلیات کا مخصوص اسلوب تھا، جو متحرک اور غور و فکر کا متقاضی ہوتا ہے، جب کہ فیض کی شاعری میں نظم کا اسلوب زیادہ تھا، جس میں سماجی اور سیاسی اشعار کا اثر زیادہ تھا۔ فیض کا کلام محنت کشوں، مظلوموں اور محروم طبقے کی زبان بن گیا تھا، اور ان کی شاعری میں انقلابی رنگ بہت زیادہ تھا۔ دونوں شاعروں کی زبان میں فرق یہ بھی ہے کہ اقبال نے اپنی شاعری میں مشرق اور مغرب کے خیالات کے درمیان ایک پل بنانے کی کوشش کی، جب کہ فیض نے اپنی شاعری کو مغربی نظریات اور ماضی کے اثرات کی تصورات کے ساتھ جوڑا، جس میں معاشی انصاف اور سماجی انقلاب کی پکار تھی۔ اقبال کی شاعری کا مقصد ذہنی اور روحانی بیداری تھا، اس لیے ان کی زبان میں ایک قسم کا فلسفیانہ سنگینی اور مذہبی شدت تھی، جب کہ فیض کی شاعری کی زبان میں ایک مبہم سادگی اور دلی اپیل تھی، جو فوری طور پر عوام میں مقبول ہو گئی۔

آخر کار، دونوں شاعروں کے اسلوب اور زبان کا موازنہ کرتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اقبال کا اسلوب زیادہ فلسفیانہ اور روحانی تھا، جس میں گہرائی اور تشبیہات کا استعمال زیادہ تھا، جبکہ فیض کا اسلوب سادہ اور عوامی تھا، جس میں سماجی انقلاب اور محبت کی زبان استعمال کی گئی تھی۔ اقبال کی شاعری زیادہ پیمانے پر پیچیدہ اور تصوف سے متاثر تھی، جب کہ فیض کی شاعری زیادہ سیدھی اور عام فہم تھی، جس میں سماجی و سیاسی مسائل پر زور دیا گیا تھا۔ دونوں نے اپنے کلام کے ذریعے عوام کو متاثر کیا، مگر ان کے طریقہ اظہار میں نمایاں فرق تھا۔

علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض کے مذہبی اور روحانی پس منظر میں نمایاں فرق موجود ہے، جو ان کی شاعری اور فکری نظریات کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقبال کی شاعری میں مذہب اور روحانیت کا ایک خاص مقام ہے۔ اقبال کا فلسفہ بنیادی طور پر اسلامی فکر اور مذہبی تشخص سے جڑا ہوا تھا، جس کا مرکزی خیال خودی اور روحانی بیداری ہے۔ اقبال کے نزدیک اسلام صرف ایک مذہب نہیں بلکہ ایک مکمل فلسفہ حیات تھا، جو فرد کی فکری اور روحانی ترقی کے لیے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ان کی شاعری میں اسلامی فلسفہ، تصوف اور روحانیت کی گہری جھلکیاں ملتی ہیں، اور ان کا ماننا تھا کہ مسلمانوں کو اپنی روحانیت کو دوبارہ زندہ کرنا ہو گا اور اپنے تاریخی ورثے سے جڑ کر ایک نئی سمت میں آگے بڑھنا ہو گا۔ اقبال نے اپنے اشعار میں خود شناسی اور روحانی بیداری کی بات کی، جہاں فرد کو اپنی داخلی طاقت کو پہچاننے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اقبال کے مطابق، انسان کی سب سے بڑی کامیابی اس کی خودی میں چھپی ہوتی ہے، اور جب فرد اپنی روحانیت کو بیدار کرتا ہے، تو وہ نہ صرف خود کو بہتر بناتا ہے بلکہ پورے معاشرے میں تبدیلی لانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اقبال کی شاعری میں اسلامی تاریخ اور مذہبی تشخص کی اہمیت واضح ہے اور ان کا پیغام مسلمانوں کو اپنی روحانیت اور اسلامی اقدار پر فخر کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اقبال کے بقول:

"اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات



جو فقر سے ہے میسر تو نگری سے نہیں
اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں" (۱۰)

اس کے برعکس، فیض احمد فیض کا مذہبی اور روحانی پس منظر اقبال سے مختلف تھا۔ فیض کی شاعری میں سماجی انصاف، محبت اور آزادی کے تصورات زیادہ غالب ہیں، اور ان کی مذہبی فکر زیادہ تر عام انسانیت اور انقلاب کے اصولوں پر مبنی ہے۔ فیض ایک سوشلسٹ نظریہ کے حامل تھے اور ان کی شاعری میں زیادہ تر سماجی اور سیاسی جدوجہد کی بات کی گئی ہے۔ اگرچہ فیض کی شاعری میں کچھ جگہوں پر مذہبی تصورات اور روحانی موضوعات نظر آتے ہیں، لیکن ان کا مذہب زیادہ تر مابعد الطبیعی اور روحانیت کی بجائے ایک عملی اور مساواتی نوعیت کا تھا۔ فیض کا خیال تھا کہ انسان کی تقدیر کو بہتر بنانے کے لیے سماجی انصاف اور مساوات ضروری ہیں، اور اس کے لیے انہوں نے انقلاب اور عوامی جدوجہد کے پیغامات کو اہمیت دی۔ ان کے اشعار میں ظلم کے خلاف مزاحمت، محنت کشوں کے حقوق اور غریبوں کی حالت زار پر زور دیا گیا ہے۔ فیض کے کلام میں محبت اور انسانی حقوق کی اہمیت ہے، لیکن ان کے مذہبی نقطہ نظر میں وہ گہرے روحانی تجربات یا اسلامی عقائد کی نسبت سماجی مسائل اور انقلاب پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔
بقول فیض:

"ابھی چراغ سر رہ کو کچھ خبر ہی نہیں
ابھی گرانی شب میں کی نہیں آئی
نجات دیدہ و دل کی گھڑی نہیں آئی
چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی" (۱۱)

اگر دونوں کے مذہبی اور روحانی پس منظر کا موازنہ کیا جائے تو واضح طور پر فرق محسوس ہوتا ہے۔ اقبال کا مذہبی نقطہ نظر اسلامی اقدار، خودی اور فلسفہ پر مبنی تھا، جبکہ فیض کا مذہبی نقطہ نظر سماجی انصاف، انسانی حقوق اور انقلاب کی روحانیت پر مرکوز تھا۔ اقبال کے فلسفے میں روحانیت اور اسلامی احیاء کی اہمیت تھی، اور ان کا پیغام تھا کہ مسلمان اپنے مذہبی تشخص کو دوبارہ پہچان کر ایک مضبوط اور فلاحی معاشرہ قائم کر سکتے ہیں۔ فیض کی شاعری میں اگرچہ محبت اور آزادی کے تصورات موجود ہیں، لیکن ان کا مذہب زیادہ تر عملی اور سماجی نوعیت کا تھا، جہاں انسانی فلاح کے لیے اجتماعی جدوجہد کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ اقبال نے اسلام کو ایک طاقتور فکری نظام کے طور پر پیش کیا جو فرد کی روحانی بیداری اور خودی کی ترقی کی بنیاد تھا، جب کہ فیض نے اسلام کو ایک ایسا ذریعہ سمجھا جس میں انسانی حقوق اور مساوات کی تعلیم دی گئی ہو، مگر ان کا اصل زور سماجی انقلاب اور عوامی جدوجہد پر تھا۔

اس طرح، دونوں شاعروں کے مذہبی اور روحانی پس منظر میں بنیادی فرق ہے۔ اقبال کی شاعری میں ایک مذہبی احیاء اور روحانی بیداری کا پیغام تھا، جبکہ فیض کی شاعری میں سماجی انقلاب اور انسانی حقوق کے لیے جدوجہد کی اہمیت تھی۔ اقبال کا مذہبی نقطہ نظر ایک فرد کے روحانی ارتقاء کی طرف متوجہ تھا، جب کہ فیض کا نقطہ نظر ایک مساواتی اور انقلابی معاشرہ بنانے کی کوشش کرتا تھا۔

علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض کی شاعری میں حب و محبت اور رومانی پہلو کی موجودگی دونوں کے کلام میں اہمیت رکھتی ہے، لیکن دونوں شاعروں کا اس حوالے سے نقطہ نظر اور اظہار مختلف تھا۔ اقبال کی شاعری میں محبت کا مفہوم زیادہ تر روحانی اور فلسفیانہ ہے، جب کہ فیض کی شاعری میں محبت کا تصور زیادہ عوامی اور سماجی نوعیت کا ہے۔ اقبال نے محبت کو خود شناسی اور روحانی ترقی کے ذریعے ایک بلند مقام پر رکھا، جب کہ فیض نے محبت کو انسانی جدوجہد اور سماجی تبدیلی کے طور پر پیش کیا۔



اقبال کی شاعری میں محبت کی زیادہ تر تفصیل اللہ سے تعلق، روحانیت اور خودی کے فلسفے میں ملتی ہے۔ ان کے نزدیک محبت صرف ایک جذباتی رشتہ نہیں بلکہ ایک روحانی تحریک ہے، جو انسان کو اپنے وجود اور تشخص کو پہچاننے کی ترغیب دیتی ہے۔ اقبال کی محبت ایک ایسا مقدس رشتہ ہے جس کا مقصد انسان کی فکری اور روحانی بیداری ہے، جو فرد کو نہ صرف ذاتی طور پر بلکہ قومی سطح پر بھی ترقی کی طرف لے جاتا ہے۔ اقبال کی شاعری میں مذہبی محبت، خود سے محبت اور دوسروں کے لیے محبت کے مفہیم موجود ہیں، جو اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ محبت کا مقصد فرد کی روحانیت اور معاشرتی فلاح کے لیے کام کرنا ہے۔ ان کی شاعری میں محبت ایک عظیم مقصد کی تکمیل کے طور پر دیکھی جاتی ہے، جو انسان کو اپنی حقیقت سے آگاہ کرتی ہے۔

فیض احمد فیض کی شاعری میں محبت کا تصور زیادہ عوامی اور جذباتی نوعیت کا ہے۔ ان کی شاعری میں محبت زیادہ تر دلی تعلقات، انسانی حقوق اور آزادی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ فیض نے محبت کو صرف رومانوی یا ذاتی سطح پر نہیں بلکہ سماجی انصاف اور انسانی جدوجہد کے ساتھ جوڑا ہے۔ فیض کی شاعری میں محبت کا مفہوم زیادہ تر انقلاب اور انسانی حقوق کے لیے کیے جانے والی جدوجہد کے ساتھ منسلک ہے۔ ان کے نزدیک محبت ایک انسانی جذبہ ہے جو دنیا میں تبدیلی لانے اور غریبوں، مظلوموں اور محنت کشوں کے لیے نیچے کا پیغام دیتا ہے۔ ان کی شاعری میں محبت اور آزادی کا تعلق ایک دوسرے سے گہرا ہے، جہاں انقلاب اور محبت کی طاقت کے ذریعے ظلم اور استحصال کے خلاف آواز اٹھائی جاتی ہے۔

جہاں اقبال کی شاعری میں محبت ایک روحانی بیداری اور فکری ارتقاء کا ذریعہ ہے، وہیں فیض کی شاعری میں محبت ایک سماجی انقلاب اور انسانی مساوات کی ترویج کے طور پر نظر آتی ہے۔ اقبال کے اشعار میں محبت کا تعلق اللہ سے اور خودی سے ہے، جب کہ فیض کے اشعار میں محبت عوامی جدوجہد اور طبقاتی تفریق کے خاتمے کے لیے ہے۔ اقبال کے نزدیک محبت کا مقصد فرد کی روحانیت کی تکمیل ہے، جب کہ فیض کے نزدیک محبت کا مقصد سماجی عدلیہ اور آزادی کے لیے جدوجہد کرنا ہے۔ اس طرح دونوں شاعروں کی شاعری میں محبت کا مفہوم ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ اقبال کی شاعری میں محبت کا اظہار زیادہ تر روحانیت، فلسفہ اور خودی کی سطح پر ہوتا ہے، جب کہ فیض کی شاعری میں محبت کا مفہوم زیادہ تر انسانی جدوجہد، سماجی انصاف اور ظلم کے خلاف مزاحمت کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ دونوں شاعروں کے ہاں محبت کا مفہوم مختلف ہو سکتا ہے، لیکن دونوں نے اپنے اپنے انداز میں محبت کو ایک طاقتور اور معنی خیز عنصر کے طور پر پیش کیا، جو انسانی فلاح اور ترقی کی جانب رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

علامہ محمد اقبال اور فیض احمد فیض کی شاعری میں نمایاں فرق ہونے کے باوجود دونوں نے اپنے عہد کے سماجی، سیاسی اور ثقافتی مسائل کو بے باکی سے پیش کیا اور عوامی سطح پر اثرات مرتب کیے۔ اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعے فرد کی خودی اور روحانی بیداری کی اہمیت کو اجاگر کیا، جس کا مقصد ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا تھا جو اسلام کی اصولوں اور خودی کی طاقت سے جڑا ہو۔ ان کی شاعری میں مذہبی تشخص، فلسفہ اور تصوف کا گہرا اثر ہے، جس میں محبت اور انسان کی روحانی ترقی کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اقبال کے نظریات میں نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ انسانیت کی فلاح کے لیے ایک روشن راستہ دکھانے کی کوشش کی گئی۔ دوسری طرف فیض احمد فیض نے اپنی شاعری کے ذریعے سماجی انصاف، محبت اور انقلاب کی بات کی۔ فیض کا کلام انسانی حقوق، ظلم کے خلاف مزاحمت اور مساوات پر مرکوز تھا، اور ان کی شاعری عوامی سطح پر گہری دلچسپی اور اثرات کا حامل ہے۔ فیض کی شاعری نے عوام کو آزادی، محنت کشوں کے حقوق اور سماجی عدلیہ کے لیے آواز بلند کرنے کی ترغیب دی۔ ان کے اشعار میں محبت کا مفہوم زیادہ تر انسانی جدوجہد اور سماجی تبدیلی کے حوالے سے سامنے آتا ہے۔

اگرچہ اقبال اور فیض کے خیالات اور اسلوب میں فرق تھا، دونوں نے اپنی شاعری کو نہ صرف جمالیاتی سطح پر بلکہ فکری و نظریاتی سطح پر بھی اہمیت دی۔ اقبال نے فرد کی روحانیت اور فکری آزادی پر زور دیا، جبکہ فیض نے سماجی مساوات اور انسانی حقوق کے لیے اپنی شاعری کو ایک طاقتور ذریعہ بنایا۔ دونوں شاعروں کا کلام وقت کے ساتھ زندہ رہے گا اور ان کے پیغامات انسانیت کے لیے ہمیشہ رہنمائی فراہم کرتے رہیں گے۔



دونوں کی شاعری نے نہ صرف ادب کی دنیا میں انقلاب برپا کیا بلکہ اپنے عہد کے سماجی و سیاسی ڈھانچے پر بھی اثرات مرتب کیے۔ اقبال اور فیض کی شاعری میں ہم جو باتیں پاتے ہیں، وہ محبت، انصاف اور آزادی ہیں، جو ہمیشہ انسان کے لیے راستہ ہموار کرنے کی کوشش کرتی رہیں گی۔ ان کی شاعری کا پیغام آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا، کیونکہ انہوں نے انسانیت کی فلاح کے لیے جو راستہ دکھایا، وہ ہمیشہ کی اہمیت رکھتا ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ علامہ اقبال، بال جبریل، (لاہور: کمپور آرٹس پرنٹنگ ورکس، ۱۹۳۵ء)، ص ۵۲
- ۲۔ فیض احمد فیض، دست صبا، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، س۔ن)، ص ۱۰۷
- ۳۔ علامہ اقبال، بال جبریل، ص ۱۹
- ۴۔ علامہ اقبال، بانگ درا، مشمولہ، کلیات اقبال، (دہلی: مکتبہ الحسنات، ۲۰۱۷ء)، ص ۲۱۹
- ۵۔ فیض احمد فیض، نقش فریادی، (دہلی: اردو گھر، ۱۹۴۱ء)، ص ۷۷
- ۶۔ فیض احمد فیض، سیاسی لیڈر کے نام، مشمولہ، دست صبا، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، س۔ن)، ص ۱۳
- ۷۔ علامہ اقبال، ضرب کلیم، مشمولہ، کلیات اقبال، ص ۱۴
- ۸۔ احمد ندیم قاسمی، حبیب جالب، مضمون، مشمولہ حبیب جالب شخصیت اور شاعری، حبیب جالب نمبر: جلد ۹، (دہلی: عالمی اردو ادب، ۱۹۹۴ء)، ص ۱۳
- ۹۔ فیض احمد فیض، زنداں نامہ، (دہلی: کبیر بک ڈپو، س۔ن)، ص ۱۰۹
- ۱۰۔ مسلمان کا زوال، مشمولہ، ضرب کلیم، ص ۱۹
- ۱۱۔ فیض احمد فیض، دست صبا، ص ۲۰